۴۶واں باب

نبوت کا پانچواں سال (جاری)

توحید و آخرت کے متعلق کفارِ مکّہ کے شبہات و اعتراضات

۴۶ واں باب

توحید و آخرت کے متعلق کفارِ مکّہ کے شبہات و اعتراضات

پانچویں سال کے آغاز میں اسلام اور جاہلیہ کے درمیان جو سوال وجواب اور ایک مباحثہ شروع ہوا تھا وہ ہر اعتبار سے اسلامی تحریک کے حق میں گیا، اسلام نے جاہلیت کو نہ صرف دلیل کے میدان میں شکست دی، بلکہ اسلامی تحریک اخلاقی اعتبار سے بھی بہت بلند تھی، دونوں گروہوں میں قتل و غارت گری قبائلی روایات اور نظم کی وجہ سے ممکن نہیں تھی، رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کا جوش اور جذبہ بہت بلند تھا اور وہ ایک شعورِ زندگی حاصل کر چکے تھے، جس سے مشرکانہ تہذیب و نظام محروم تھا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کتاب خطبات کی شکل میں نازل ہورہی تھی مومنین اُس کو یاد کر لیتے، اپنی نمازوں اور رات کی تنہائیوں میں مستقل دُہراتے اور دوسروں کو سناتے، قرآن نے اُن کے درمیان ایک ہلچل نہیں ایک تہلکہ مچادیا تھا، یہ محض لفاظی نہیں ایک ایسی حقیقت ہے جس کا ادراک ڈیڑھ ہزار برس قبل اُس وقت کے انسانوں کو تو بخوبی تھا ہی، آج بھی محقق مسلم اور غیر مسلم تاریخ داں اور مذہبی اسکالر اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے اور مانتے ہیں۔ قرآن کی روانی، آہنگ، دلیل، سبق آموز قصے اور قیامت کا ڈراوا اور نیکی کی تلقین، دنیا کی بے ثباتی کا درس اور اعلیٰ مقاصد کے لیے زندگی قربان کر دینے کی تعلیم نے مومنین کو شعورِ زندگی دیا تھا اور باقی تمام سننے والوں کے اذہان میں ایک کشمکش برپا کر دی تھی جس کے نتیجے میں وقت گزرنے کے ساتھ فتح مکّہ تک سب ایمان لے آئے، سوائے تھوڑے سے بدبخت لوگوں کے جو یا تو مسلمانوں کے ہاتھوں ابو جہل کی طرح مارے گئے یا پھر ابو لہب کی مانند ذلت کی موت نے اُنھیں آدبوچا۔ پانچویں سال کے آخری نصف کے شروع ہوتے ہی یعنی دعوتی مہم کے آغاز کے صرف ڈیڑھ سال کے عرصے [111] میں کفر کو اپنی ہزیمت کے آثار نظر آنے شروع ہو گئے تھے، یہ مرحلہ پانچویں سال کے ساتویں مہینے یعنی رجب

[111] چوتھے سال کے آغاز سے سارے قریش کو کوہِ صفا سے عموماً اور بنوہاشم کو دعوتِ طعام میں خصوصاً ایمان کی دعوت دی گئی تھی یوں دعوتی مہم میں ایک چوتھا سال پورا اور پانچویں سال کا نصف یہ کل ڈیڑھ سال کا عرصہ بنا۔

میں پیش آیا جب مسلمانوں کا ایک گروپ مکّہ کو چھوڑ کر حبش کی جانب چلا گیا اور وہاں اُن کی پذیرائی ہوئی اور قریش نے اپنی معیشت اور مذہبی پیشوائی کے قصر کو پہلی بار لرزتے ہوئے محسوس کیا۔ اور مذاق اڑانے والوں کے ہاتھوں کے طوطے اُس دن اُڑے جب اس واقعے کے چند ہی ماہ بعد سال کے آخری مہینے میں سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے۔

سورۂ جاثیہ کا موضوع: توحید و آخرت پر شبہات واعتراضات کا جواب

کاروانِ نبی ﷺ اس وقت شعبان سنہ ۵ نبوی کے آس پاس ہے اور جبریلِ امین سورۂ جاثیہ لے کر آئے ہیں، قرآن کی جو خصوصیات اوپر گنوائی گئی ہیں وہ تمام اس سورہ میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یہاں پہنچنے تک ایک اور بات development یہ ہوئی تھی کہ یہود اور نصاریٰ کے کان اس دعوت کو سن کر کھڑے ہو رہے تھے، نصاریٰ کا ردِّ عمل خراب نہیں یا زیادہ معاندانہ نہیں تھا مگر یہود کھلم کھلا مشرکینِ مکّہ کی پیٹھ ٹھوکنے لگے تھے، چناں چہ اس سورہ میں یہود کی واضح الفاظ میں مذمت کی گئی ہے اور انھیں نبی ﷺ کی زبانی پہلی بار بتایا گیا ہے کہ وہ امامت کے جس منصب پر فائز کیے گئے تھے اُن کی نااہلی کے سبب اب اُن سے چھین لیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو اِن دین بازوں[۱۱۲] سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی گئی ہے کہ انھوں نے اپنی ایجاد کردہ بدعات اور بداعمالیوں کے سبب اللہ کی رضا اور راہ کو کھویا ہے تم اِن کے چکر میں نہ آنا اور اِن جیسے نہ ہو جانا۔ یوں یہ سورہ ہر دور میں اسلام کے احیا کے لیے اٹھنے والی تحریک کو دین بازوں سے ہوشیار رہنے کی تلقین کرتی ہے۔

اس سورہ کا موضوع توحید و آخرت کے متعلق سردارانِ قریش کے شبہات و اعتراضات کا جواب دینا ہے۔ گفتگو کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ کائنات کی ایک ایک چیز توحید پر شاہد ہے۔ رات اور دن کا آنا جانا، بارشوں کا برسنا، سبزے کا اُگنا، ہواؤں کا چلنا، نوع بہ نوع کی حیات کا زمین پر پایا جانا اگر توحید کے منکرین کو ایک خالقِ کائنات کے وجود کا قائل نہیں کر سکتا تو اب کوئی اور اُنھیں کیا سمجھا سکے گا؟؟ جو لوگ سمجھ کر نہ دینے کی ضد پر اڑ گئے ہیں اور اُن کی نفسانی خواہشات اِس آسان

---

[۱۱۲] 'دین باز' یہ نادر اصطلاح مولانا اصلاحیؒ نے دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانے والے اللہ اور اُس کی کتاب سے برگشتہ لوگوں کے لیے استعمال کیا ہے۔ یہ دین باز صرف یہودیوں ہی میں نہیں پائے جاتے، ہر دین و مذہب میں پیٹ پجاری ہوتے ہیں۔

سی بات کو سمجھنے سے باز رکھتی ہیں وہ ہر گز نہ سمجھ پائیں گے۔

۶۳: سُوۡرَۃُ الۡجَاثِیَۃ [۴۵ — ۲۵: الیہ یرد]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ حٰمٓ یہ غالب، زبردست، دانا اور حکمت والے اللہ العالمین کی بھیجی ہوئی کتاب ہے۔ بلاشبہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کو پہچاننے کے لیے بے شمار دلائل وشواہد ہیں؛ لوگو! خود تمھاری اپنی پیدائش میں، اور زمین پر اللہ کے پھیلائے ہوئے نوع بہ نوع جانوروں کی تخلیق میں ایک خالق حقیقی کے وجود پر بڑے دلائل ہیں، اُن کے لیے جن کی فطرت وبصیرت یقین لانے پر مائل کرتی ہے۔ اسی طرح دن اور رات کے پیہم آنے جانے میں، اور اللہ کی صنّاعی، قدرت اور منصوبے سے آسمان سے برسنے والے پانی میں جو خشک وبے جان زمین کو آن کی آن میں حیات آفریں سبزے سے معمور کر دیتا ہے، اور [آہستہ اور طوفانی، سیدھی اور محوری، مقامی اور بین البرِّ اعظمی] ہواؤں کے چلنے میں اللہ کی پہچان حاصل کرنے کے اسباب ونشانیاں ہی نشانیاں ہیں عقل وفہم سے کام لینے والے لوگوں کے لیے۔ لوگو! یہ اللہ کی آیات ہیں [متنِ قرآنی] جنھیں اللہ کا رسول تمھارے سامنے تلاوت کر رہا ہے۔ اب اگر اللہ کی ذات جس کا جلوہ اُس کی ہر ہر تخلیق میں نظر آرہا ہے اور اس کی یہ آیات مبارکہ جو تلاوت کی جارہی ہیں کسی کو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانے کے لیے نہیں اُکساتیں تو پھر کون سی بات ہے جو اِن کی سمجھ میں آئے گی؟؟ [مفہوم آیات ۱ تا ۶]

خیالی اور من گھڑت معبود کوئی مشکل کشائی نہیں کر سکتے

آگے مخالفین ومکذبین کے رویّے پر تنقید ہے کہ کیسے متکبر کم نصیب وبد نصیب ہیں آیاتِ الٰہی کا طرح طرح سے مذاق اڑاتے ہیں، جو کچھ بھی دنیا انھوں نے کمائی ہے، اِن کے کچھ کام نہ آئے گی اور نہ ہی اِن کے خیالی اور من گھڑت معبودانِ باطل ان کی کوئی مشکل کشائی کر سکیں گے۔

ہلاکت وتباہی ہے ہر اس جھوٹ سچ بکنے والے گنہ گار متکبر اور ضدّی شخص کے لیے جس کے سامنے اللہ کا رسول تلاوتِ آیات کر رہا ہے، وہ ان کو سنتا ہے، پھر ضد اور غرور کا مارا اپنے انکار پر اس طرح اَڑ جاتا ہے کہ گویا اس نے کچھ سنا ہی نہیں۔ ایسے کم نصیب وبد نصیب کو دردناک عذاب کی وعید ہی مبارک ہو! اُس کی بدبختی اور کم ظرفی وکمینگی کی حد یہ ہے کہ ہماری کتاب قرآنِ مجید کی آیات میں

سے کوئی بات جب اس کے علم میں آتی ہے تو وہ ان کے لیے مذاق کے نئے نئے پیرائے تلاش کر لیتا ہے، ہائے اُس کی دانش! ایسے سب ناب کاروں کے لیے رسوائی اور ذلت کا عذاب ہے۔ ان کا 'شان دار مستقبل' جہنم کی آگ ہے۔ اِس دنیا کی زندگانی میں جو کچھ بھی [مال و دولت، معیار زندگی، عزت و اقتدار] انھوں نے اپنی شب و روز کی سعی و جہد سے کمایا ہے، ان میں سے کوئی بھی چیز اِن کے کسی کام نہ آسکے گی، نہ ہی اللہ کو چھوڑ کر دوسرے، اُن کے بناوٹی [من گھڑت داتا، دستگیر، مشکل کشا، حاجت روا، بندہ پرور] اولیا ہی اُن کی کچھ مدد اور دادرسی کر سکیں گے۔ یہ جو کچھ بیان کیا جارہا ہے [مراد ہے قرآن] یہی اصل ہدایت ہے، جو لوگ اپنے رب کی ان آیات سے روگردانی کر رہے ہیں اُن کے لیے ناقابل بیان کپکپی طاری کر دینے والا دردناک ایک عظیم عذاب تیار ہے۔ [مفہوم آیات ۷ تا ۱۱]

اب بتایا جارہا ہے کہ انسان اس دنیا میں جن اشیا اور قوتوں سے اس کائنات کو تسخیر کر رہا ہے اور جن حیاتیاتی، طبعی اور کیمیاوی قوانین کو کام میں لے کر ساری کائنات پر حکم رانی کر رہا ہے، وہ آپ سے آپ کہیں سے نہیں آ گئے ہیں، نہ دیویوں اور دیوتاؤں نے انھیں فراہم کیا ہے، بلکہ ایک اللہ نے یہ سب کچھ بنایا اور بخشا ہے جو شخص بھی عقل و تدبر سے کام لے گا تو پکار اٹھے گا کہ صرف اللہ ہی عبادت کے لائق ہے۔ مومنین کو ہدایت ہے کہ زیادتیوں پر صبر سے کام لیں۔

وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمھارے لیے بے کراں سمندروں کو ساز گار کر دیا، اس کے حکم سے اس میں کشتیاں تیرتی ہیں تاکہ تم اپنی تجارتی سرگرمیوں کے ذریعے تہذیب و تمدن کو نمو دے سکو اور تاکہ تم اپنے رب کے شکر گزار بنو۔ اس نے تمام ہی چیزوں کو جو زمین اور آسمانوں میں ہیں تمھارا تابع فرمان کر دیا ہے، اور یہ سب کچھ اپنی عنایتِ خاص سے کیا ہے۔ اس پورے سسٹم میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرنے والے ہیں۔

اے نبیؐ، ایمان لانے والوں سے کہہ دیجیے کہ جو لوگ اللہ کی طرف سے انتقام و عذاب کا کوئی خوف نہیں رکھتے، اُن کی جانب سے کی جانے والی زیادتیوں اور ناروا حرکتوں پر درگزر سے کام لیں تاکہ اہلِ ایمان کی طرف سے اللہ خود اِن لوگوں سے اُن کے کرتوتوں کا انتقام لے۔

اے مومنوں کے گروہ! جو کوئی اعمالِ صالحہ کرے گا اپنے ہی فائدے کے لیے کرے گا، اور جو برائی کرے گا اُس کا وبال اُسی پر آئے گا۔ انجام کار جانا تو سب کو واپس اپنے رب ہی کے پاس ہے۔

[مفہوم آیات ۱۲ تا ۱۵]

قرآن یہود کو پہلی مرتبہ تنبیہ کرتا ہے

اس کے بعد کفار مکّہ کو اس قرآن کے مقابلے میں اُن کی ہٹ دھرمی، تکبر، مذاق اڑانے اور کفر پر اڑنے پر ملامت کی گئی ہے۔ انھیں بھی اور اُن کے پیچھے اُن کو بڑھاوا دینے والے یہود کو خبردار کیا گیا ہے کہ یہ قرآن امامتِ اقوام کی وہی نعمت لے کر آیا ہے جو پہلے بنی اسرائیل کو دی گئی تھی، اب جب کہ انھوں نے اپنی بداعمالیوں اور دین میں کٹھ حجتیوں اور ضدم ضدا کے باعث باہم اختلاف کر کے اسے کھو دیا ہے تو پھر اب یہ منصب محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی رسالت کو تسلیم کرنے والے اُن کے متبعین کو عطا کیا جا رہا ہے۔

تم سے پہلے اسرائیلؑ [یعقوبؑ] کی اولاد کو ہم نے پیہم نسل در نسل کتاب، حکومت [113] اور نبوت سے نوازا تھا[114]۔ ان کو ہم نے بہتر سامانِ زیست [life style and status] عطا کیا، سارے عالم کے انسانوں پر انھیں برتری بخش دی[115]، اور شریعتِ الٰہی کے معاملے میں انھیں واضح احکامات دیے۔ پھر اُن کے مختلف گروہوں میں جو اختلافات پیدا ہوئے، وہ کم علمی یا غلط فہمیوں کی بنا پر نہ تھے بلکہ علم کے باوجود ضدم ضدا اور اپنے مفادات [vested interests] کے حصول کے لیے تھے۔ یقین رکھو! اللہ قیامت کے روز ان تمام معاملات و تنازعات کا فیصلہ فرمادے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

بنی اسرائیل کے بعد اے نبیؐ، ہم نے تم کو اپنے دین کے قیام و استحکام کے لیے واضح شریعت کے ساتھ مبعوث کیا ہے، لہٰذا تم اس عطا کردہ طریق زندگی کو اپنالو، اسی پر چلو اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔ یہ تمھارے مخالفین اور مذاق اڑانے والے اللہ کے مقابلے میں تمھارے کچھ بھی کام نہیں آ سکتے۔ مشرکین ظالم ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور متقیوں کا ساتھی اللہ ہے۔ یہ کلام جو تمھیں سنایا جا رہا ہے لوگوں میں بصیرت پیدا کرنے والا کلام ہے، ان لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت بن جاتا ہے جو یقین لاتے ہیں۔ کیا وہ لوگ جنھوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا

113 حکومت کے ساتھ اپنی نافرمانیوں کے سبب غلامی بھی اُن کے نصیب میں آئی تھی، اور تقویٰ کے علاوہ فہم دین، بصیرت اور صلاحیت سے بھی عاری ہو گئے تھے۔

114 ابراہیمؑ کی اولاد میں سب سے زیادہ بنی اسرائیل کے گھرانے میں نبوت رہی۔

115 اس سے وہ فضیلت مراد ہے جو قیامِ امتِ مسلمہ سے قبل حاملِ کتاب ہونے کے ناتے اُنھیں حاصل تھی۔

ہے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اُن کو ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں کی مانند کر دیں گے، کیا ان دونوں گروہوں کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے گا؟ بڑی ہی غلط بات ہے جو انھوں نے گمان کر لی ہے۔
[مفہوم آیات ۱۶ تا ۲۱]

اللہ تعالیٰ کی جانب سے دہریوں اور سیکولر نادانوں کی ذہنی نفسیات کا تجزیہ

اگلی آیات میں مکّہ میں اُس وقت موجود سردارانِ قریش سمیت دنیا کے تمام اگلے پچھلے دہریوں اور سیکولر نادانوں کی ذہنی نفسیات کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا جارہا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ یہ خواہشاتِ نفس کے بندے بن گئے ہیں چناں چہ اصل بات یہ ہے کہ اِن کا معبود، ان کا نفس ہے اور ایک اللہ کی بندگی سے عائد ہونے والی پابندیاں نفس پر گراں گزرتی ہیں، یہ کیوں کر ایک خالق و مالک کا ادارک و اقرار کر سکتے ہیں؟

پھر اللہ تعالیٰ آخرت کے بارے میں اِن کے اس بے ہودہ خیال پر کہ زندگی تو بس اسی دنیا کی زندگی ہے، اور گردش ایام سے بس اسی طرح مرتے ہیں جس طرح عمر رسیدہ اور بوسیدہ ہو کر کوئی چیز برباد ہو جاتی ہے، مرے پیچھے کوئی دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ وہ نبی ﷺ سے گردنیں ہلا ہلا کر کہتے کہ: اگر تمھارا یہ دعویٰ ہے تو ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کرکے دکھاؤ، کم سے کم قصی [قریش کی بنا ڈالنے والے شخص] کو تو ضرور ہی زندہ کرو، ہم اُس سے پوچھیں گے کہ تم سچے ہو یا [نعوذ باللہ] جھوٹے!

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ایک مقصد سے پیدا کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کائنات میں بپا معرکہ خیر و شر میں ہر آدمی کا امتحان ہو اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق انعام سے نوازا یا سزا سے جھلسایا جائے، لوگوں پر ہرگز کوئی ظلم نہ ہوگا۔

اے نبیؐ! کیا تم نے کبھی ایسے شخص کی اخلاقی و ذہنی کیفیت کو پرکھا، جو اپنی خواہشات کا غلام بن گیا، جس راستے پر چاہا چلتا رہا، گویا اُن ہی کو اُس نے اپنا معبود بنا لیا۔ باوجود اس کے کہ وہ حق و باطل کی تمیز کے علم سے نوازا گیا تھا، اُس نے نفس پرستی اختیار کی تو اللہ نے اسے گمراہ کر دیا اور اس کے دل اور کانوں کو قبولیتِ حق کے لیے بند کر دیا اور اس کی آنکھیں حق کو دیکھنے سے معذور ہو گئیں، ایسے غلامانِ

خواہشات (نفس پرستوں) کو کون ہدایت پر لا سکتا ہے جن کو اللہ نے گم راہ کر دیا ہو؟ دینِ حق کی اشاعت کے لیے بے چین لوگو! کیوں تم معاملے کے اس پہلو پر دھیان نہیں دیتے؟ یہ قیامت کے انکاری لوگ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو بس اسی دنیا کی زندگی تک ہے، یہیں ساری ہماری جینے سے لطف اندوزی اور موت سے مٹنا ہے، گردش روز و شب [اتفاقاتِ زمانہ] کے سوا کوئی چیز ہمیں ہلاک نہیں کرتی...... اصل بات یہ ہے کہ کائنات کی تخلیق اور اس کے انجام کے بارے میں ان کے پاس کوئی علم نہیں ہے، یہ محض خیالی گھوڑے دوڑاتے ہیں۔

اور جب اِن آخرت پر یقین نہ لانے والوں کو قیامت کے واقع ہونے پر ہماری مدلل واضح آیات سنائی جاتی ہیں تو پھر یہ حیران ولاجواب لوگ اس کے سوا کچھ نہیں کہتے کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے دکھاؤ! [مفہوم آیات ۲۲ تا ۲۵]

آخرت میں تم جان لوگے کہ آخرت کا مذاق اڑانا کتنا سنگین تھا

اِن کی احمقانہ باتوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ پُر زور انداز سے فرماتا ہے کہ جس طرح تم آپ سے آپ پیدا نہیں ہوئے ہو، بلکہ ہم نے تمھیں پہلی بار پیدا کیا اور نیست سے ہست میں لے کر آئے، اسی طرح تم خود نہیں مرتے، بلکہ ہم تمھیں موت دیتے ہیں، پھر کیوں تمھیں ایک ایسے وقت کے لانے میں ہماری قدرت پر شبہ ہے کہ جب سارے انسانوں کو بیک وقت جمع کیا جائے گا۔ نہ مانتے ہو تو نہ مانو، جب وہ وقت آئے گا تو اس وقت تم جان جاؤ گے کہ عقیدہ آخرت کا مذاق جو تم اُڑاتے تھے، تمھیں کتنا مہنگا پڑا!

اے نبیؐ! اِن سے کہیے کہ اللہ ہی تم کو زندگی بخشتا ہے، پھر وہی تمھیں مارتا ہے۔ پھر وہی تم کو قیامت کے دن جمع کرے گا[۱۱۶] جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں، افسوس کہ عوام کی اکثریت یہ بات نہیں سمجھتی!

زمین اور آسمانوں پر اللہ ہی کی حکومت ہے، اور جس دن قیامت آئے گی اس دن اہلِ باطل خسارے میں پڑ جائیں گے۔ اور اس وقت تم دیکھو گے کہ انسانوں کا ہر گروہ خوف و دہشت سے دوزانو، گھٹنوں کے بل گر گیا ہے اور رحمٰن کے فیصلے کا منتظر ہے۔ ایک ایک گروہ کو اعمال کا رجسٹر دیکھنے کے

۱۱۶ اُس سے پہلے ہر گز نہیں، خواہ تم کتنی ہی باتیں بناؤ

لیے پکارا جائے گا کہ آئے اور اپنے اعمال کا رجسٹر دیکھے۔ اعلان ہو گا کہ آج سب کو اُن کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کرتے رہے تھے۔ دنیا کی زندگی میں تمھاری ساری کار گزاریاں ہم رجسٹر میں ریکارڈ کروا رہے تھے یہ ہمارا تیار کرایا ہوا رجسٹر ہے، ہر غلطی سے پاک جو تمھارے اوپر ٹھیک ٹھیک گواہی دے گا۔ پھر جو لوگ ایمان لائے تھے اور نیک عمل کرتے رہے تھے انھیں ان کا رب اپنی رحمت میں داخل کرے گا اور یہی حیاتِ دنیا کا حاصل، اصل کام یابی ہے۔ [مفہوم آیات ۲۶ تا ۳۰]

ایمان لانے والوں کے مقابلے میں اُن لوگوں سے پوچھا جائے گا جنھوں نے کفر کیا تھا کہ کیا تم کو میری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں؟ اصل بات یہ ہے کہ تمھاری انا نے قبول حق سے تم کو روکا، تمھارے غرور نے تم کو رسول کی اطاعت اختیار کرنے سے منع کر دیا اور تم نے اللہ کے مجرم بن کر زندگی گزار نا پسند کیا۔ اور جب تم کو یاد دلایا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک و شبہ نہیں، تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہوتی ہے، تمھارے روز روز کے بیان سے ہم کو کبھی کبھار قیامت کے بارے میں ایک وہم سا ہوتا ہے، ہم کو یقین ہر گز نہیں ہے۔ اُن کی دنیا میں ساری لفاظیاں دنیا میں ہی رہ جائیں گی اور قیامت کے دن اُن پر اُن کے اعمال کی برائیاں واضح کر دی جائیں گی اور وہ اسی قیامت کی ہولناکی کا شکار ہو جائیں گے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔ [مفہوم آیات ۳۱ تا ۳۳]

اُن سے کہا جائے گا کہ ہم بھی تمھیں آج اُسی طرح بھلائے دیتے ہیں جس طرح تم اِس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے۔ تمھارا ٹھکانا اب دوزخ ہے اور کوئی تمھارا مددگار نہیں جو اللہ کے عذاب کے مقابلے میں تمھاری مدد کر سکے اور تم پر سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو ہٹا سکے۔ تمھارا یہ انجام اس لیے ہوا ہے کہ تم نے اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا اور حیاتِ دنیا کی چکا چوند نے تمھیں دھوکے میں ڈالے رکھا تھا۔ پس آج یہ لوگ نہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ ہی ان کو توبہ کر کے اپنے رب کو راضی کرنے کا موقع ملے گا۔ الوہیت کو زیبا ساری تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو زمین اور آسمانوں کا مالک اور جہان کے سارے لوگوں کا پالن ہار ہے۔ زمین اور آسمانوں میں کبریائی اور بڑائی اسی کے لیے ہے اور وہی زبردست اور حکمت والا ہے۔ [مفہوم آیات ۳۴ تا ۳۷]

☆☆☆☆